نواں باب

التحیات میں بیٹھنے کی کیفیت

مرد کے لئے سنت یہ ہے کہ دونوں التحیات میں داہنا پاؤں کھڑا کرے اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھے، عورت دونوں پاؤں داہنی طرف نکال دے اور زمین پر بیٹھے۔ وہابی غیر مقلد پہلی التحیات میں تو مردوں کیطرح بیٹھتے ہیں۔ مگر دوسری میں عورتوں کی طرح۔ یہ سنت کے خلاف ہے اور بہت برا، اس لئے ہم اس باب کی بھی دو فصلیں کرتے ہیں۔ پہلی فصل میں اس کا ثبوت دوسری فصل میں اس مسئلہ پر اعتراضات مع جوابات۔

پہلی فصل

اس کا ثبوت

التحیات میں خواہ پہلی ہو یا دوسری، مرد داہنا پاؤں کھڑا کرے اور اس کی انگلیوں کا سر کعبہ کی طرف، بایاں پاؤں بچھائے اور اس پر بیٹھے۔ اس پر بہت سی احادیث وارد ہیں۔ بطور نمونہ کچھ پیش کی جاتی ہیں بحمدہٖ تعالیٰ

حدیث ۱: مسلم شریف نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک طویل حدیث روایت کی جس کے آخری الفاظ یہ ہیں:

وکان یفترش رجلهٗ الیسریٰ وینصب رجلهٗ الیمنیٰ○

ترجمہ: آپ اپنا بایاں پاؤں شریف بچھاتے تھے اور داہنا پاؤں کھڑا فرماتے تھے۔

حدیث ۲ تا ۳: بخاری ونسائی نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی:

قال انما سنة الصلوٰة ان تنصب رجلك الیمنیٰ وتثنی الیسریٰ النسائی واستقبالهٗ باصابعها القبلة○

ترجمہ: سنت یہ ہے کہ تو اپنا داہنا پاؤں کھڑا کرے اور بایاں پاؤں بچھائے، نسائی میں یہ زائد ہے کہ داہنے پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف کرے۔

حدیث ۴ تا ۷: بخاری شریف، مالک، ابوداؤد، نسائی نے سیدنا عبداللہ ابن عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہم اجمعین

سے روایت کی:

انہٗ کان یریٰ عبداللہ ابن عمر یتربع فی الصلوٰۃ اذا جلس ففعلتہٗ وانا یومئذ حدیث السن فنھانی عبداللہ ابن عمر وقال انماسنۃ الصلوٰۃ ان تنصب رجلك الیمنیٰ وتثنی رجلك الیسریٰ فقلت لہٗ انك تفعل ذالك فقال ان رجلی لا تحملانی٥

ترجمہ: کہ وہ اپنے والد عبداللہ ابن عمر کو دیکھتے تھے کہ آپ نماز میں چہار زانو بیٹھتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں بھی ایسے ہی بیٹھا اس وقت میں نوعمر تھا تو مجھے حضرت عبداللہ نے اس سے منع فرمایا اور کہا کہ نماز کی سنت یہ ہے کہ تم داہنا پاؤں کھڑا کرو اور بایاں پاؤں بچھاؤ۔ میں نے کہا کہ آپ تو یہ کرتے ہیں، یعنی چہارزانو بیٹھتے ہیں تو فرمایا کہ میرے پاؤں میرا بوجھ نہیں اٹھا سکتے (یعنی معذوری ہے)

حدیث ۸ تا ۹: ترمذی شریف اور طبرانی نے حضرت وائل ابن حجر سے روایت کی:

قال قدمت المدینۃ قلت لانظرن الٰی صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما جلس یعنی للتشھد افترش رجلہٗ الیسرٰی ووضع یدہ الیسرٰی علٰی فخذہ الیسرٰی ونصب رجلہٗ الیمنیٰ٥

ترجمہ: فرمایا کہ میں مدینہ میں آیا میں نے دل میں کہا کہ میں حضور کی نماز دیکھوں گا۔ جب آپ نماز میں بیٹھے یعنی التحیات میں تو آپ نے اپنا بایاں پاؤں بچھا دیا اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھا اور داہنا پاؤں کھڑا کر دیا۔

حدیث ۱۰ تا ۱۳: امام احمد، ابن حبان، طبرانی نے کبیر میں حضرت رفاعہ ابن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قال فاذا جلست فاجلس علٰی فخذك الیسرٰی٥

ترجمہ: پھر جب تم بیٹھو تو اپنی بائیں ران پر بیٹھو۔

حدیث ۱۴: طحاوی شریف نے حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

انہٗ کان یستحب اذا جلس الرجل فی الصلوٰۃ ان یفرش قدمہ الیسریٰ علی الارض ثم یجلس علیھا٥

ترجمہ: آپ مستحب جانتے تھے کہ مرد نماز میں اپنا بایاں پاؤں بچھائے زمین پر اور اس پر بیٹھے۔

حدیث۱۵: ابوداؤد شریف نے حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کی:

قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا جلس فی الصلوٰۃ افترش رجلہٗ الیسریٰ حتٰی اسود ظھر قدمہٖ○

ترجمہ: وہ فرماتے تھے کہ نبی ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو اپنا بایاں پاؤں بچھاتے تھے یہاں تک کہ اس قدم شریف کی پشت سیاہ ہوگئی تھی۔

حدیث۱۶: بیہقی شریف نے سیدنا ابوسعید خدری سے ایک دراز حدیث نقل کی۔جس کے آخری الفاظ یہ ہیں:

فاذا جلس فلینصب رجلہٗ الیمنیٰ ولیخفض رجلہٗ الیسریٰ○

ترجمہ: جب نماز میں بیٹھتے تو اپنے داہنے پاؤں کو کھڑا کرے اور بایاں پاؤں بچھائے۔

حدیث۱۷: طحاوی شریف نے حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قال صلیت خلف رسول اللہ علیہ وسلم فقلت لاحفظن صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فلما قعد للتشھد فرش رجلہ الیسریٰ ثم قعدعلیھا○

ترجمہ: میں نے حضور کے پیچھے نماز پڑھی تو دل میں کہا کہ میں حضور کی نماز یاد کروں گا، فرماتے ہیں کہ جب حضور التحیات کے لئے بیٹھے تو بایاں پاؤں بچھایا، پھر اسی پر بیٹھ گیا۔

حدیث۱۸: طحاوی شریف نے حضرت ابوحمید ساعدی سے ایک طویل حدیث روایت کی جس کے آخری الفاظ یہ ہیں:

فاذا قعد للتشھد اضجع رجلہ الیسریٰ ونصب الیمنیٰ علٰی صدرھا ویتشھد○

ترجمہ: جب حضور التحیات کیلئے بیٹھے تو آپ نے اپنا بایاں پاؤں بچھایا اور داہنا پاؤں اس کے سینے پر کھڑا کیا اور التحیات پڑھتے تھے۔

یہ اٹھارہ حدیثیں بطور نمونہ پیش کی گئی ہیں ورنہ اس بارے میں بہت حدیثیں ہیں۔ان تمام حدیثوں میں مطلق التحیات کا ذکر ہے۔اول آخر کی قید نہیں، معلوم ہوا کہ مرد التحیات میں بائیں پاؤں پر بیٹھے، عورتوں کی طرح دونوں پاؤں ایک طرف نکال کر زمین پر نہ بیٹھے۔

عقلی دلائل: عقل کا تقاضا بھی یہ ہے کہ دوسری التحیات میں بھی بائیں پاؤں پر بیٹھے۔کیونکہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ پہلی التحیات میں مرد بائیں پاؤں پر بیٹھے اور دو سجدوں کے درمیان میں اسی طرح بیٹھے۔آخری التحیات میں

وہابیوں کا اختلاف ہے۔پہلی التحیات میں بیٹھنا واجب ہے۔اور دوسجدوں کے درمیان بیٹھنا فرض۔دوسری التحیات میں بیٹھنے کواگرفرض مانتے ہوتو اسے دوسجدوں کی درمیانی نشست کی طرح ہونا چاہیئے۔یعنی بائیں پاؤں اوراگراس نشست کوواجب مانا جاوے تواسے پہلے التحیات کی نشست کی طرح ہونا چاہئےیعنی بائیں پاؤں پر۔یہ کیا کہ وہ دونوں نشستیں بائیں پاؤں پر ہوں۔اور یہ آخری نشست زمین پر دونوں پاؤں ایک طرف نکال،کراس نشست کی مثال نماز میں نہیں ملتی غرضیکہ بائیں پاؤں پر بیٹھنا قرین قیاس ہے اورزمین پر سرین رکھ کر دونوں پاؤں داہنی طرف نکال کر ضروری بیٹھتی ہے مگر وہ پہلی التحیات میں بھی ایسے ہی بیٹھتی ہے اوردوسجدوں کے بیچ میں بھی اسی طرح لہٰذااس کا اس طرح بیٹھنا قرین قیاس ہے کہ اس کی ہرنشست اسی طرح ہے۔غرضیکہ عورتوں کی ہرنشست زمین پر ہے۔مردوں کی ہر نشست بائیں پاؤں پر،نہ معلوم وہابیوں کی یہ دورنگی ابلقی نشست کس میں شامل ہے۔

دوسری فصل

اس مسئلہ پر اعتراضات وجوابات

اب تک اس مسئلہ کے متعلق وہابیوں غیرمقلدوں کے جس قدر دلائل ہم کومل سکے ہیں ہم انہیں مع جوابات پیش کرتے ہیں رب تعالیٰ قبول فرماوے۔آمین

اعتراض ا: طحاوی شریف نے حضرت یحیٰی ابن سعید سے روایت کی:

ان القاسم ابن محمد اراھم الجلوس فنصب رجلہ الیمنیٰ وثنی رجلہ الیسریٰ وجلس علٰی ورکہ الیسریٰ ولم یجلس علٰی قدمیہ ثم قال ارانی ھٰذا عبداللہ ابن عبداللہ ابن عمر و ھدثنی ان اباہ عبداللہ ابن عمر کان یفعل ذالك٥

ترجمہ: کہ قاسم ابن محمد نے ان لوگوں کونماز میں بیٹھنا دکھایا تو اپنا داہنا پاؤں کھڑا کیا اور بایاں پاؤں بچھایا اوراپنے بائیں سرین پر بیٹھے۔آپ دونوں قدموں پر نہ بیٹھے۔پھر قاسم نے فرمایا کہ یہ ہی مجھے عبداللہ ابن عبداللہ ابن عمر نے دکھایا اور مجھے خبر دی کہ ان کے والد حضرت عبداللہ ابن عمر ایسا ہی کرتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ دونوں پاؤں دہنی طرف نکال کرزمین پر بیٹھنا سنت صحابہ ہے اورصحابہ کرام نے یہ عمل اسی لئے کیا کہ حضورکوایسے ہی کرتے دیکھا ہوگا۔

جواب: اس کے چند جواب ہیں: ایک یہ کہ یہ حدیث آپ کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ اس سے معلوم ہوا کہ سیدنا عبداللہ ابن عمر نماز کی ہر التحیات میں اس ہی طرح بیٹھتے تھے۔ مگر تم کہتے ہو کہ پہلی التحیات میں بائیں پاؤں پر بیٹھے اور دوسرے میں اس طرح بیٹھے۔ لہٰذا یہ حدیث تمہارے بھی خلاف ہے۔

دوسرے یہ کہ یہ حدیث اس روایت کے خلاف ہے جو ہم پہلی فصل میں پیش کر چکے ہیں کہ سیدنا عبداللہ ابن عمر دونوں التحیات میں بائیں پاؤں پر بیٹھتے تھے وہ حدیث نہایت قوی تھی۔

یہ حدیث اسناد کے لحاظ سے بھی ضعیف ہے۔ قیاس شرعی کے بھی خلاف اور جب حدیثوں میں تعارض ہو تو جو حدیث قیاس شرعی کے موافق ہوگی اسے ترجیح ہوگی۔

تیسرے یہ کہ اس حدیث سے تمہارا قول ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس میں یہ تصریح نہیں کہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما زمین پر سرین رکھ کر بیٹھتے تھے، یہ ہے کہ دونوں قدموں پر نہ بیٹھتے تھے۔ واقعی نمازی دونوں قدموں پر نہیں بیٹھتا۔ بلکہ صرف ایک قدم یعنی بائیں پر بیٹھتا ہے۔ لہٰذا اس میں تمہاری کوئی دلیل نہیں۔

اعتراض ۲: طحاوی شریف اور ابوداؤد نے محمد ابن عمرو ابن عطاء سے ایک طویل حدیث روایت کی جس کا ملخص یہ ہے:

سمعت ابا حمید الساعدی فی عشرۃ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا اعلمکم بصلٰوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر انہٗ کان فی الجلسۃ الاولیٰ یثنی رجلہ الیسریٰ فیقعد علیھا حتّٰی اذا کانت السجدۃ التی یکون فی آخرہ التسلیم اخر رجلہ الیسریٰ وقعد متورکا علٰی شقہ الایسر فقالوا تسعا صدقت ٥

ترجمہ: میں نے ابوحمید ساعدی کو دس صحابہ کرام کی جماعت میں فرماتے ہوئے سنا: آپ نے فرمایا کہ میں تم سب میں حضور کی نماز کو زیادہ جانتا ہوں۔ فرمایا کہ حضور ﷺ پہلی التحیات میں اپنا بایاں پاؤں بچھاتے اور اس پر بیٹھتے تھے۔ جب وہ سجدہ فرما لیتے جس کے آخر میں سلام ہے تو اپنا بایاں پاؤں ایک جانب نکال دیتے اور اپنے بائیں سرین پر زمین پر بیٹھتے تو صحابہ نے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو۔

اس حدیث میں صاف طور پر فرمایا گیا کہ پہلی التحیات میں پاؤں پر اور دوسری التحیات میں زمین پر بیٹھنا سنت ہے اور ابوحمید ساعدی نے یہ حدیث دس صحابہ کی جماعت میں ذکر کی اور ان سب نے اس کی تصدیق فرمائی۔ معلوم ہوا کہ عام صحابہ کا وہ ہی طریقہ تھا۔ جس پر ہم عامل ہیں۔ (یہ غیر مقلد وہابیوں کی مایہ ناز حدیث ہے)

جواب: یہ حدیث ضعیف ہی نہیں بلکہ محض گھڑی ہوئی ہے۔کیونکہ اس کا راوی محمد ابن عمرو ابن عطاء ہے جو بہت جھوٹا ہے۔وہ کہتا تھا: سمعت ابا حمید و ابا قتادة ''میں نے ابوحمید اور ابوقتادہ سے سنا''۔حالانکہ حضرت ابوقتادہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔انہی کے زمانہ میں شہید ہوئے حضرت علی نے ہی ابوقتادہ کی نماز جنازہ پڑھی اور محمد ابن عمرو خلافت حیدری کے بعد پیدا ہوا۔پھر ابوقتادہ سے کیسے ملا۔ایسا جھوٹا آدمی ہرگز قابل اعتبار نہیں۔نہ اس کی حدیث قابل عمل ہے دیکھو طحاوی شریف اسی باب کا آخر۔

ابوحمید ساعدی کی صحیح حدیث وہ ہے کہ جو طحاوی شریف نے اسی باب میں بروایت عباس ابن سہیل روایت کی جو ہم پہلی فصل میں بیان کر چکے جس میں فرمایا کہ حضور ﷺ بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھتے اور التحیات پڑھتے تھے۔ افسوس ہے کہ آپ ایسی واہی اور ضعیف بلکہ جھوٹے راویوں کی روایتوں پر اپنے مذہب کی بنیاد قائم کرتے ہیں۔اور جب حنفی اپنی تائید میں صحیح حدیث پیش کریں تو اس پر حیلوں بہانوں سے ضعیف ضعیف کی رٹ لگاتے ہیں اور اگر یہ حدیث صحیح مان بھی لی جاوے تب بھی گزشتہ ان احادیث کے خلاف ہوگی۔ جو ہم عرض کر چکے ہیں۔ ہماری تمام احادیث چونکہ قیاس شرعی کی تائید سے قوت حاصل کر چکیں۔لہٰذا وہ ہی قابل عمل ہیں، یہ حدیث بالکل نا قابل عمل۔

اعتراض ۳: ترمذی شریف نے عباس ابن سہیل ساعدی سے روایت کی:

قال اجتمع ابو حمید و ابو اسید وسهل ابن سعد ومحمد ابن مسلمة فذكروا صلٰوة رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ابو حميد انا اعلمكم بصلٰوة رسول الله صلى الله عليه وسلم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم جلس يعنى للتشهد فافترش رجلهٗ اليسرٰى و اقبل بصدر اليمنٰى علٰى قبلتهٖ ووضع كفه اليمنٰى علٰى ركبته اليمنٰى و كفه اليسرٰى علٰى ركبة اليسرٰى و اشار باصبعهٖ يعنى سابةo

ترجمہ: ایک بار ابوحمید، ابو اسید، سہل ابن سعد اور محمد ابن مسلمہ جمع ہوئے۔انہوں نے حضور کی نماز کا تذکرہ کیا تو ابوحمید فرمانے لگے کہ تم سب سے زیادہ حضور کی نماز کو میں جانتا ہوں۔حضور التحیات کے لئے بیٹھے تو آپ نے اپنا بایاں پاؤں بچھا دیا اور داہنے پاؤں کا سینہ قبلہ کی طرف کر دیا اور اپنی داہنی ہتھیلی داہنے گھٹنے پر رکھی، بائیں ہتھیلی بائیں گھٹنے پر رکھی اور اپنی انگلی (کلمے کی انگلی) سے اشارہ فرمایا۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اس ہی طرح التحیات میں بیٹھتے تھے جیسے ہم بیٹھتے ہیں۔ورنہ آپ کے داہنے

پاؤں کا سینہ قبلہ کی طرف نہ ہوتا۔ بلکہ یہ پاؤں کھڑا ہوتا۔

جواب: اس کے چند جواب ہیں: ایک یہ کہ یہ حدیث تمہارے بھی خلاف ہے کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر التحیات میں زمین پر بیٹھتے تھے۔ تم پہلی التحیات میں تو بائیں پاؤں پر بیٹھتے ہو۔ دوسری میں زمین پر۔ یہ کیوں، جو تم جواب دو گے وہ ہی ہمارا جواب ہوگا اپنی فکر کرو۔

دوسرے یہ کہ تمہاری دوسری التحیات میں تین کام ہوتے ہیں۔ بائیں پاؤں کا داہنی طرف نکلنا۔ داہنے پاؤں کا کھڑا ہونا، سرین کا زمین پر لگنا عورتوں کی طرح۔ اس حدیث میں ان تینوں باتوں میں سے ایک بھی ثابت نہیں۔ نہ تو بائیں پاؤں کا داہنی طرف نکلنا، نہ سرین کا زمین پر رکھنا، نہ داہنے پاؤں کا کھڑا ہونا تعجب ہے کہ اسے آپ نے اپنی تائید میں کیسے سمجھ لیا، یہ آپ کی خوش فہمی ہے۔ داہنے پاؤں کے سینے کا قبلہ کی طرف ہونا تمہارے بھی خلاف ہے۔

تیسرے یہ کہ ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ان تمام حدیثوں کے خلاف ہے جو ہم پہلی فصل میں عرض کر چکے ہیں نیز خود انہی ابوسعید ساعدی سے اس کے خلاف بھی منقول ہے وہ تمام احادیث اس حدیث سے زیادہ قوی ہیں۔ جیسا کہ ہم پہلی فصل میں اور خود اس فصل میں عرض کر چکے۔ لہٰذا وہ احادیث قابل عمل ہیں اور یہ نا قابل عمل۔

چوتھے یہ کہ اس ہی ترمذی میں اس ہی جگہ حضرت ابووائل کی وہ حدیث بھی موجود ہے جس میں حنفیوں کی طرح بیٹھنا مذکور ہے۔ اس کے متعلق امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے اور فرمایا کہ اکثر علماء کا اس پر عمل ہے۔ آپ نے ایسی صحیح وصاف حدیث کو کیوں چھوڑا اور مجمل حدیث پر کیوں عمل کیا جو آپ کے بھی موافق نہیں۔ معلوم ہوا کہ آپ حدیث کے متبع نہیں، اپنی رائے کی اتباع کرتے ہیں آپ اپنا نام اہل حدیث نہیں بلکہ اہل رائے یا اہل ضد رکھیں۔

اعتراض ۴: بائیں پاؤں پر بیٹھنے کے متعلق آپ نے جس قدر احادیث پیش کی ہیں وہ سب ضعیف ہیں۔ قابل حجت نہیں (پرانا سبق)

جواب: کسی حنفی کو آپ اس منتر سے نہ ڈرایا کریں۔ حنفی پر روایت کے ضعیف ہونے کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ حنفی بحمدہ تعالیٰ اتنی حدیثیں پیش کرتے ہیں کہ اگر بفرض محال وہ سب ضعیف بھی ہوں تو بھی قوی ہو جاویں۔ نیز امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر مجتہد سراج امت کا قبول فرمالینا ہی اس کو قوی کرنے کے لئے کافی ہے۔ حنفی مذہب کے دلائل یہ روایات نہیں، یہ تو تائیدیں ہیں۔ حنفیوں کی دلیل قول امام ہے ہمارا ایمان کتاب پر بھی ہے، سنت پر بھی اور اجماع امت وقیاس مجتہد پر بھی۔ ہمارے سامنے یہ آیت کریمہ ہے:

اطیعو اللہ واطیعوا الرسول و اولی الا مرمنکمo (النساء:۵۹)

ترجمہ: اللہ کی اطاعت کرواور رسول ﷺ کی اور اپنے میں سے امر والوں (مجتہدین امت) کی۔